غزلیں

عادل حیات

○

آنکھوں کی تابناکیوں سے کتنی دور ہیں
راہِ وفورِ شوق میں ہم چور چور ہیں

ہیں کُشتگانِ شہر بھی تہذیب یافتہ
قاتل بھی اس دیار میں کچھ باشعور ہیں

ماتھے پہ لفظ تو مرے کندہ ہوئے مگر
جو بے قصور ٹھہرے، وہی باقصور ہیں

روشن ہوئی حیات مگر کیجیے بھی کیا
افسردہ ہوگئے ہیں کہ ہم بھی غیور ہیں

شادابیوں کا ہونے لگا سلسلہ دراز
رقصاں کہاں نگاہ میں انس و طیور ہیں

وہ بھی ہلالِ عید کے مانند ہوگئے
شوقِ جُنوں میں ہم بھی دلِ ناصبور ہیں

حائل کہ جیسے ہوگئیں محرومیاں حیات
کتنے قریب ہو کے بھی ہم کتنے دور ہیں

شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، جامعہ نگر، نئی دہلی۔110025

خالد مبشر

○

جو عہدِ نو میں خمیرِ بشر بنایا جائے
سناں کو ہاتھ تو نیزے کو سر بنایا جائے

شبِ حیات کو ایسے سحر بنایا جائے
اک آفتاب سرِ چشمِ تر بنایا جائے

مرے حواس کو یہ کون حکم دیتا ہے
کہ اس کو مرکزِ قلب و نظر بنایا جائے

میں اپنے پیکرِ خاکی سے مطمئن ہی نہیں
مرے خدا مجھے بارِ دگر بنایا جائے

درونِ ذات کسی کا یہ جبر ہے مجھ پر
اسی کو جان، اسی کو جگر بنایا جائے

سکون و راحتِ جاں اب کہیں نہیں ممکن
تمہارے دل کو ہی اب مستقر بنایا جائے

جو ہم نفس بھی ہو، ہم راز بھی ہو، ہمدم بھی ہو
اسی کو کیوں نہ بھلا ہم سفر بنایا جائے

بہت ہی تنگ ہیں یہ لامکاں کے گلیارے
سو دشتِ ذات کو ہی رہ گزر بنایا جائے

اگر بنانا ہی لازم ہے کچھ تو اے خالدؔ
خود اپنی خاک کو اب کے گھر بنایا جائے

شعبۂ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی۔110025